ابوالحسن نغمی

اب انہیں ڈھونڈ چراغ_ رخ_ زیبا لے کر

جمیل عثمان

ہم لوگوں کے پیارے نغمی صاحب ملک عدم کو سدھارے - شمالی امریکہ کی اردو دنیا اپنے سرپرست سے محروم ہو گئی - کتنے لوگ ان سے فیضیاب ہوتے تھے، لکھنے کا ڈھنگ ان سے سیکھتے تھے - ان کی محفلوں میں شریک ہو کر اردو سیکھتے تھے، اردو کے فن پاروں سے اقتباسات ان کی زبانی سنتے تھے - ان کا ماہانہ پروگرام ان کے "پیش لفظ" سے شروع ہوتا تھا جو بذات خود ایک نہایت عمدہ ادب پارہ ہوتا تھا - ہر بار وہ ایک نئے موضوع پر گفتگو کرتے -

نغمی صاحب ہر مہینے اپنے قائم کردہ سوسائٹی آف اردو لٹریچر کے بینر تلے ایک اعلیٰ پائے کا ادبی پروگرام کیا کرتے تھے - جو دوپہر ٹھیک ایک بج کر ۲۹ منٹ پر شروع ہوتا تھا - اس میں کبھی ایک منٹ کی بھی تاخیر نہیں ہوتی تھی، چاہے کوئی آئے یا نہ آئے - ایک مرتبہ میں ان کے ایک پروگرام میں گیا تھا - ایک بج کر ۲۹ منٹ ہو گئے تھے - جن صاحب کی صدارت تھی وہ تشریف نہیں لائے تھے -

یاسمین بھابی نے کہا کہ پانچ منٹ انتظار کر لیتے ہیں - تو نغمی صاحب نے کہا، ''پھر میں واک آؤٹ کر جاؤں گا''- چنانچہ پروگرام صدر صاحب کے بغیر شروع کر دیا گیا- نغمی صاحب نے وقت کی پابندی کی ایک مثال قائم کی تھی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بعد میں ایک بج کر ۲۹ منٹ سے پہلے ہی ہال لوگوں سے بھر جاتا تھا -

نغمی صاحب چار کتابوں کے مصنف اور بے شمار مضامین کے خالق تھے: (۱) یہ لاہور ہے ، (۲) بتیس برس امریکا میں، (۳) داستان جاری ہے اور (٤) سعادت حسن منٹو پر ذاتی یادداشتوں پر مبنی اوراق - ان کی زبان نہایت سادہ اور شستہ تھی- پڑھنا شروع کریں تو پڑھتے چلے جائیں - ''داستان جاری ہے'' سے ایک چھوٹا سا اقتباس دیکھیے: ''میں جانتا ہوں کہ میری ڈائری دیکھ کرآپ کہہ سکتے ہیں کہ ان بے جان حروف میں دھرا ہی کیا ہے - اس خشک اور بے کیف ڈائری کو پڑھ کر کوئی کیا کرے گا -آپ کا اعتراض بالکل بجا ہے مگر اس ڈائری کو پڑھ کر یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ ایک نوجوان اپنے لئے ، اپنے بیوی بچوں کے لئے ، اپنے ماں باپ اور اپنے بھائی بہنوں کے لئے کس شد و مد سے سرگرم عمل ہے'' -

نغمی صاحب نے بہت سخت دن دیکھے اور بڑی محنت سے اپنا مقام بنایا - انتھک محنت کی مگر اصول اور دیانتداری کو ہاتھ سے جانے نہ دیا - ایک بار ایک پبلشر نے ان سے کہا کہ بچوں کے لئے اردو قاعدہ لکھیں - نغمی صاحب خوشی خوشی لکھ کر لے گئے -پبلشر نے دیکھا اور کہا کہ وہ کتاب شایع کر دے گا اور معاوضہ بھی اچھا دے گا مگر ایک شرط پر- "وہ کیا؟" نغمی صاحب نے پوچھا - "کتاب آپ کے نام سے نہیں چھپے گی -" نغمی صاحب غصے سے لال پیلے ہو گئے اور مسودہ اس کے ہاتھ سے جھپٹ لیا - کہا کہ اگر آپ اس کا چار گنا معاوضہ بھی دیں گے تب بھی آپ کو نہیں دوں گا-" حالانکہ ان دنوں تنگدستی کا شکار تھے مگر اصولوں کا سودا نہیں کیا -

نغمی صاحب نے بچوں کے لئے بے شمار کتابیں لکھیں اور ترجمے کیے - ان میں ایک ناول "ننھے جاسوس" کو بڑی مقبولیت حاصل ہوئی - نغمی صاحب کا ایک بڑا کارنامہ امریکی قانونی دستاویزات کا اردو ترجمہ ہے جس میں Declaration of Independence شامل ہے - وہ کہا کرتے تھے کہ "میں نے ہمیشہ قلم کی روزی کمائی ہے -"

مجھ پر ان کا خاص کرم تھا - بہت محبت سے پیش آتے تھے - میں اگر فون نہیں اٹھاتا تھا تو ان کا وائس میل سن کر طبیعت خوش ہو جاتی تھی - ''عزیز از جان ، جمیل عثمان'' کہہ کر اپنا پیغام ریکارڈ کرتے تھے - کہا کرتے تھے کہ ''فون سے رابطے میں تین چار دن سے زیادہ دیر مت کیجئے گا-'' بچوں کے لئے میری تین کتابوں کے نام انہوں نے تجویز کیے: (ا) ''بوجھو تو جانیں'' ، (۲) ''دادا جان کے زمانے میں'' اور (۳) ''آؤ موتی نکالیں-'' اہل بیت اور سانحۂ کربلا سے متعلق میرے کئی افسانوں کا مرکزی خیال انہوں نے مجھے دیا کہ میں ان پر افسانے لکھوں - میں نے وہ افسانے لکھے اور جب سول کے اجلاس میں انہیں سنایا تو وہ زار زار رو رہے تھے - آہ ! اب ایسی محبت ، ایسی رہنمائی کرنے والا کہاں ملے گا!-

صرف دو ہفتے پہلے کی بات ہے - میں نے ان سے کہا کہ ''میرے افسانوں کا مجموعہ آنے والا ہے ، آپ اس کا نام تجویز کر دیں-'' انہوں نے کہا کہ آپ پانچ سات افسانے مجھے بھیج دیں - میں نے بھیج دیے - پڑھنے کے بعد انہوں نے فون کیا اور کہا ''میں نے سارے افسانے بہت دقت نظری سے پڑھے - بہت پسند آئے - میں کچھ لکھنا چاہتا ہوں مگر اس وقت لکھ نہیں سکتا - اگر آپ کے قریب

کاغذ اور قلم ہو تو اٹھا لیجئے، میں املا کراتا ہوں-" انہوں نے جو کچھ لکھوایا وہ من و عن حاضر ہے - اسے خود ستائشی مت سمجھیے، بلکہ یہ ایک محبی بزرگ کے سچے الفاظ ہیں:

"جمیل صاحب، اردو افسانے پر ایک غنودگی کی کیفیت چھائی ہوئی ہے - کوئی زناٹے دار افسانہ پڑھنے میں نہیں آیا - یہ جو آپ کا افسانہ ہے جس میں جلے ہوئے سگریٹ کے ٹوٹے کا تذکرہ ہے، بہت ہی جھنجھوڑ دینے والا افسانہ ہے - مجھے آپ ہی کے شہر نیو یارک کا افسانہ نگار او ہنری بہت یاد آیا - اس بیچارے نے قید کی سزا بھگتی اور اسے اپنا نام بدل کر او ہنری رکھنا پڑ گیا - وہ آپ ہی کے شہر کے اخبار نیو یارک ٹائمز کے سنڈے ایڈیشن کے لئے افسانے لکھتا تھا اور جو اسے چیک ملتا تھا اس سے ہفتے بھر کا خرچ چلاتا تھا - سننے میں آیا ہے کہ وہ ہر روز ایک افسانہ لکھتا تھا جس سے اس کا خرچ چلتا تھا - اور یہ جو سگرٹ والا افسانہ آپ نے لکھا ہے اسے پڑھ کر او ہنری بہت یاد آیا - اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ آپ بھی چند ایسے افسانے لکھ کر بقائے دوام کے مسند پر جلوہ افروز ہوں - اس عہد جمود میں آپ کا دم بہت غنیمت ہے"-

میرے کانوں میں اب بھی ان کی آواز گونج رہی ہے اور دل خون کے آنسو رو رہا ہے -

علم و ادب کی محفلیں ویران کر گیا
اک شخص نابغہ تھا، جہاں سے گزر گیا